ڈاکٹر علی اصغر شاہد☆

جمع بین الصلوٰتین ـــــ ایک تحقیقی مطالعہ

جمع بین الصلوٰتین کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

ا۔ جمع صوری

پہلی دو نمازوں میں جمع صوری کی شکل اس طرح بنتی ہے کہ نماز کو اس کے اپنے وقت کے بالکل اخیر میں پڑھا جائے، دوسری نماز کو اس کے اپنے وقت کے بالکل شروع میں پڑھا جائے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھی جائیں گی، مگر صورتاً جمع بین الصلوٰتین ہے۔ یہ سب اُمت کے ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔

۲۔ جمع حقیقی

دو نمازوں کو کسی ایک کے وقت میں جمع کر کے پڑھنا۔ چاہے پہلی نماز کو اپنے وقت سے ہٹا کر دوسری نماز کے وقت میں جمع کر کے پڑھی جائے جیسا کہ یومِ مزدلفہ میں مغرب وعشاء دونوں کو عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھا جاتا ہے۔ اس طرح کی جمع کو جمع تاخیر کہا جاتا ہے۔ یا بعد والی نماز کو اپنے وقت سے مقدم کر کے پہلی والی نماز کے وقت میں پڑھنا جیسا کہ یوم عرفہ میں عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر اور عصر کو جمع کر کے دونوں کو ظہر کے وقت میں پڑھا جاتا ہے۔ اس طرح کی جمع کو جمع تقدیم کہا جاتا ہے۔

جمع حقیقی کی یہ دونوں صورتیں عرفات ومزدلفہ میں بالاتفاق جائز ہیں۔

اختلاف اس بارے میں ہے کہ اس طرح کی جمع عرفات ومزدلفہ کے علاوہ دوسرے مقامات اور دوسرے زمانوں میں جائز ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اولاً فقہی مذاہب کیا ہیں؟ تفصیلاً اس کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

فقہی مذاہب:

ا۔ عطاء بن رباحؒ، طاؤس بن کیسانؒ، محمد بن منکدرؒ، صفوان بن سلیمؒ اور مجاہدؒ وغیرہ کے نزدیک یہ جمع حقیقی سفر وحضر، عذر وغیر عذر ہر حال میں علی الاطلاق جائز ہے۔(۱)

۲۔ مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک حالت عذر میں جائز ہے اور بغیر عذر کے جائز نہیں ہے۔(۲)

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر (علومِ اسلامیہ) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

عذر کی وجہ سے جمع حقیقی کو جائز قرار دینے والوں میں بھی باہم اختلاف ہے۔ شافعیؒ، احمدؒ، اسحاق بن راہویہؒ اور سفیان ثوریؒ کے نزدیک ہر سفر ومرض عذر میں شامل ہے۔ جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً سفر عذر میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ صرف حالتِ سفر عذر میں داخل ہے۔ لہٰذا اگر کسی جگہ رُک جائے گا تو جمع کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

۳۔ ابوحنیفہؒ، ابویوسفؒ، محمدؒ، حسن بصریؒ، محمد بن سیرینؒ اور ابراہیم نخعیؒ وغیرہ کے نزدیک جمع حقیقی علی الاطلاق جائز نہیں ہے۔(۴)

نفس جواب میں دونوں مسالک کے قائلین کے دلائل:

امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار میں شروع باب کی وہ احادیث جن میں ظہر اور عصر کو ایک ساتھ جمع کرنا، مغرب وعشاء کو ایک ساتھ جمع کرنا ثابت ہے۔ وہ چھ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے سترہ اسناد کے ساتھ ذکر کی ہیں۔(۵)

پہلے صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ایک سند کے ساتھ جس میں رسول اکرمؐ کا سفر میں جمع بین الصلوٰتین کرنا ثابت ہے۔

دوسرے صحابی معاذ بن جبلؓ کی روایت دو سندوں کے ساتھ جس میں ظہر وعصر کو اور مغرب وعشاء کو غزوۂ تبوک کے موقع پر جمع کرنا ثابت ہے۔

تیسرے صحابی عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سات سندوں کے ساتھ ہے اور ان کی روایت میں عبارت یہ ہے "صلّی رسول اللّٰہ ثمانیاً جمیعاً"، یعنی ظہر وعصر کی آٹھ رکعتوں کو جمع کر کے پڑھا ہے "وسبعاً جمیعاً"، یعنی مغرب وعشاء کی سات رکعتوں کو ایک ساتھ جمع کر کے پڑھا ہے۔ اس میں عبداللہ بن عباس کے شاگرد جابر بن زید ہیں، جن کی کنیت ابوالشعثاء ہے اور ابوالشعثاء کے شاگرد عمرو بن دینارؒ ہیں تو عمرو بن دینارؒ نے جابر بن زید سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو جمع کیا ہے۔ اس میں میرے خیال میں جمع صوری ہی مراد ہے نہ کہ جمع حقیقی، تو جابر بن زید نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔

چوتھے صحابی عبداللہ بن عمرؓ کی روایت چار سندوں کے ساتھ پہلی اور دوسری سند میں ان کے شاگرد نافعؒ ہیں۔ نافعؒ کے دو شاگرد لیث بن سعدؒ اور مالکؒ ان کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ مکہ میں تھے تو اچانک ان کے پاس ان کی اہلیہ صفیہ بنت ابی عبید کے سخت مرض میں مبتلا ہونے کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن عمرؓ جلدی سے روانہ ہو گئے اور چلتے چلتے سورج غروب ہونے کے بعد شفق بھی غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ نمازِ مغرب قضاء ہو جائے گی تو ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمع کرتے ہوئے دیکھا۔ آج ہم بھی جمع کریں گے۔ تیسری سند میں ابن عمرؓ کے شاگرد سالم بن عبداللہ اور چوتھی میں اسماعیل بن ذویب ہیں۔

پانچویں صحابی جابر بن عبداللہؓ کی روایت دو سندوں سے ہے۔

چھٹے صحابی انس بن مالکؓ کی روایت ایک سند کے ساتھ ہے۔

ان تمام روایات سے جمع حقیقی کا جواز ثابت ہوتا ہے کہ ظہر وعصر دونوں کا وقت ایک ہی ہے۔ اسی طرح

مغروب وعشاء دونوں کا ایک ہی وقت ہے۔ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں جمع کرنا جائز ہے۔

جواب روایات ظہر وعصر اور مغرب وعشاء دونوں کا وقت ایک نہیں ہے بلکہ ہر نماز کا وقت الگ الگ ہے۔سب روایات اپنی جگہ درست ہیں اور ان رویات میں دو نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایات دو احتمال رکھتی ہیں۔

الف۔ان روایات میں جمع سے مراد جمع حقیقی ہے جیسا کہ قائلین جمع حقیقی کا خیال ہے۔

ب۔ ان روایات میں جمع سے مراد جمع حقیقی مراد نہیں ہے بلکہ جمع صوری مراد ہے۔

جیسا کہ "**قلت لابی الشعثاء اظنه اخر الظهر وعجّل العصر واخر المغرب وعجّل العشاء قال وانا اظن ذلک**"(۶) سے واضح ہوتا ہے۔یعنی عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں عمرو بن دینار اور جابر بن زید نے اسکا خیال ظاہر کیا ہے کہ جمع سے جمع صوری مراد ہے۔دونوں احتمالوں میں احتمال (ب) مراد ہوگا یعنی جمع سے جمع صوری مراد ہوگی۔

قائلین جمع حقیقی کی دلیل: امام طحاویؒ نے بطور اشکال یہ دلیل لکھی ہے:

"**فقال اهل المقالة الاولیٰ قدوجدنا بعض الاثار مایدل علی ان صفة الجمع**"(۷)

خلاصہ یہ ہے ابن عمرؓ کی دو روایتیں اور بھی ہیں۔پہلی میں نافعؒ کے شاگرد ایوب سختیانیؒ ہیں اور دوسری میں نافعؒ کے شاگرد عبیداللہ بن عمرؓ ہیں۔ایوب سختیانی کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر کی جلدی ہوتی تو مغرب وعشاء کے مابین جمع فرما لیتے تو ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی مغرب وعشاء کے مابین جمع کروں گا۔لہٰذا انھوں نے اپنی رفتار کو قائم رکھا اور شفق غائب ہو جانے کے بعد دونوں نمازوں کو جمع فرمایا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ جمع حقیقی جائز ہے اور عبیداللہ بن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کو جب سفر کی جلدی ہوتی تو غیبوبت شفق (شفق کے غائب) کے بعد مغروب وعشاء کو جمع فرمالیتے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جلدی ہوتی تھی تو وہ بھی مغرب وعشاء کو جمع فرمالیتے تھے۔واضح ہوا کہ جمع حقیقی بین الصلوتین جائز ہے۔

جوابات دلیل: "**فکان من الحجة علیهم لمخالفهم**"(۸)

امام نافعؒ کے چار شاگرد ہیں: ۱۔لیث بن سعدؒ، ۲۔امام مالکؒ، ۳۔ایوب سختیانیؒ، ۴۔عبیداللہ بن عمرؓ، ابھی ایوب سختیانیؒ اور عبیداللہ بن عمرؓ کی حدیث گزری ہیں۔ان میں ایوب سختیانیؒ کی روایت دو وجوہ سے قابل استدلال نہیں ہوسکتی۔

الف: عبداللہ بن عمرؓ کا شفق غائب ہونے کے بعد نماز کے لیے اترنا صرف ایوب سختیانیؒ کی روایت میں ہے۔بقیہ تین شاگردوں میں سے کسی کی بھی روایت میں نہیں ہے نیز سالم بن عبداللہؒ اور اسماعیل بن ابی ذویبؒ کی روایت میں بھی نہیں ہے اور ایوب سختیانیؒ کی روایت میں فعل رسول کا تذکرہ غیبوبت شفق کے بعد نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن عمرؓ کا فعل غیبوبت شفق کے بعد ثابت ہوتا ہے لہٰذا یہ قابل استدلال نہیں ہوسکتی۔

ب: ایوب سختیانیؒ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کے جمع بین الصلوٰتین کی کیفیت کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن عمرؓ کے فعل کی کیفیت کا تذکرہ ہے۔اس کے بالمقابل بقیہ تمام روایت اس کے مخالف ہیں۔

عبیداللہ بن عمرؓ کی روایت کا جواب: ۱۔ اس روایت میں صرف اتنی بات ہے کہ غیبوبت شفق کے بعد مغرب وعشاء کو جمع فرمایا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ غیبوبت شفق سے پہلے جمع صوری کا اطلاق ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا اگر غیبوبت شفق سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی جائے اور شفق غائب ہوتے ہی فوراً عشاء کی نماز پڑھ لینے پر جمع کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔عشاء کی نماز غیبوبت شفق کے بعد ہی ادا کی گئی ہے جو درحقیقت جمع صوری ہے نہ کہ جمع حقیقی۔ لہٰذا عبیداللہ بن عمرؓ کی روایت میں بھی جمع صوری ہی مراد ہے نہ کہ جمع حقیقی۔

۲۔"فقد روی ذالک غیر ایوب مفسراً علی ماقلنا" (۹) حضرت نافعؒ کے پانچویں شاگرد اسامہ بن زیدؓ بھی ہیں۔ان کی روایت میں وضاحت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ مغرب کی نماز فوت ہونے کے قریب ہوگئی تو سالم بن عبداللہؓ نے نماز کے لیے آواز دی تو ابن عمرؓ نے جواب نہیں دیا۔حتیٰ کہ شفق غائب ہونے کے قریب ہوگیا۔تو اُتر کر جمع بین الصلوٰتین کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی جلدی سفر میں ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس روایت میں مغرب کے لیے اترنا غیبوبت شفق سے قبل وضاحت سے ثابت ہے۔لہٰذا کہنا ہوگا کہ ایوب سختیانی کی روایت میں حتی غاب الشفق سے مراد حتی "قرب ان یغیب الشفق" ہے۔یعنی شفق غائب ہونے کے قریب نماز مغرب ادا فرمائی۔

۳۔"وقد روی هذا الحديث غير اسامة عن نافع" (۱۰) نافعؒ کے دوشاگرد اور ہیں۔

الف: عبدالرحمٰن بن جابرؒ: ان کی روایت میں صراحت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ چلتے رہے حتیٰ کہ غروبِ آفتاب ہو گیا۔مغرب کی نماز ادا نہیں فرمائی۔امام نافعؒ فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ کے ساتھ برابر رہنا ہوا تو میں نے ہمیشہ ان کو نماز پر محافظ پایا ہے، جب انھوں نے دیر لگائی تو میں نے آواز دے کر نماز کے لیے متنبہ کردیا تو وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ چلتے رہے حتیٰ کہ شفق کے آخری حصہ پر پہنچے تو اُتر کر مغرب وعشاء کو جمع فرمایا اور دونوں سے فراغت حاصل کرتے کرتے شفق غائب ہوگیا۔پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ کے فعل میں جمع صوری مراد ہے نہ کہ جمع حقیقی۔

ب: عطاف بن خالد مخزومیؒ: ان کی روایت میں ہے کہ امام نافعؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سمجھا کہ ابن عمرؓ نماز کو بھول گئے تو میں نے ان کو نماز کے لیے آواز دی تو وہ خاموش رہے۔حتیٰ کہ شفق غائب ہونے کے قریب ہوگئی تو اُتر کر مغرب کی نماز ادا فرمائی اور شفق کے غائب ہوتے ہی عشاء کی نماز ادا فرمائی اور فرمایا کہ سفر کی جلدی میں ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایسا کرتے تھے۔معلوم ہوا کہ ابن عمرؓ کا جمع صوری تھا نہ کہ جمع حقیقی۔

"فکل ھؤلاء یروی عن نافع ان نزول ابن عمرؓ کان قبل ان یغیب الشفق"(۱۱)

طحاویؒ فرماتے ہیں امام نافعؒ کے سات شاگرد اب تک آئے ہیں: ۱۔لیث بن سعدؒ، ۲۔ مالکؒ، ۳۔ایوب سختیانیؒ، ۴۔عبیداللہ بن عمرؒ، ۵۔اسامہ بن زیدؒ، ۶۔عبدالرحمٰن بن جابرؒ، ۷۔عطاف بن خالدؒ

ان میں سے ایوب سختیانیؒ کے علاوہ باقی تمام کی روایت میں ابن عمرؓ کا مغرب کی نماز کے لیے اُترنا غیبوبت شفق سے پہلے ثابت ہے بعض میں صراحتہً بعض میں دلالتہً ثابت ہے۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا روایات میں دوصورتیں ممکن ہیں۔

"وقد ذکرنا احتمال قول ایوب عن نافع حتی اذا غاب" (۱۲)

پہلی صورت تطبیق کی دوسری تعارض کی صورت ہوسکتی ہے۔

پہلی تطبیق کی صورت اختیار کی جائے تو ابن عمرؓ کی تمام روایات کے اندر غیبوبت شفق سے مراد غیبوبت شفق کے قریب ہوجانا ہے اور یہی صورت زیادہ بہتر ہوگی۔ ابن عمرؓ کا غیبوبت شفق سے پہلے ہی اُترنا ثابت ہوگا۔

دوسری تعارض کی صورت اختیار کی جائے تو ایوب سختیانیؒ کی روایت کے مقابلے میں عبدالرحمٰن بن جابرؒ کی روایت اور عطاف بن خالدؒ کی روایت کو اختیار کرنا زیادہ اولیٰ اور بہتر ہوگا اسلئے کہ ایوب سختیانیؒ کی روایت میں رسول اکرمؐ کے جمع بین الصلوتین کرنے کی کیفیت کا ذکر نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عمرؓ کے جمع بین الصلوتین کرنے کی کیفیت کا ذکر ہے۔ عبدالرحمٰن بن جابرؒ اور عطاف بن خالدؒ کی روایت میں بھی رسول اکرمؐ کے جمع کرنے کی کیفیت کا ذکر موجود ہے۔ لہٰذا ہر اعتبار سے معلوم ہوا کہ جہاں جہاں جمع بین الصلوتین کا ثبوت ہے وہاں جمع سے مراد جمع حقیقی نہیں بلکہ جمع صوری مراد ہے

قائلین جمع حقیقی کی دلیل

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: "فان قالوا فقد روی عن انسؓ ما قد فسر الجمع کیف کان فذکروا الی ذلک ماحدثنا" (۱۳)

خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دن میں سفر کی جلدی ہوتی تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرکے عصر کے اوّل وقت میں لے جاکر ظہر وعصر دونوں کو عصر کے وقت میں جمع کرکے ادا فرمالیا کرتے تھے، جب رات میں سفر کا ارادہ فرماتے تو مغرب کی نماز عشاء کے اوّل وقت میں لے جاکر دونوں نمازوں کو جمع فرمالیا کرتے تھے۔ انسؓ کی اس روایت سے جمع حقیقی کی صورت واضح ہوتی ہے نہ کہ جمع صوری کی۔ لہٰذا جمع حقیقی بناء پر عذر جائز ہے۔ (۱۴)

جوابات دلیل

امام طحاویؒ نے "فکان من الحجة علیهم لاهل المقالة الاولیٰ" (۱۵) سے انسؓ کی روایت میں تین احتمالات کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ حضرت انسؓ کی روایت میں جمع سے جمع حقیقی مراد ہے تو اس روایت کے مقابلہ میں عبدالرحمٰن بن جابرؒ اور عطاف بن خالدؒ کی روایت زیادہ اولیٰ ہے۔ اس لیے وہ روایت قیاس اور نصوص قطعیہ کی مخالف نہیں ہے بلکہ موافق ہے اور

حضرت انسؓ کی روایت نصوص قطعیہ کے مخالف ہے۔ قرآن میں ہے:

"اِنَّ الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً"(۱۶) (بے شک نماز مومنین پر وقت مقرر پر فرض کی گئی ہے)

آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر نماز کا وقت الگ الگ ہے۔ لہٰذا ایک کو دوسری کے وقت میں لے جانا درست نہ ہوگا۔

۲۔ انسؓ کی روایت میں ظہر کی نماز کو عصر کی نماز کے وقت میں پڑھنا اور مغرب کی نماز کو عشاء کی نماز کے وقت میں پڑھنا یہ انسؓ کے کلام میں نہیں ہے بلکہ انسؓ کے شاگرد ابن شہاب زہریؒ کے کلام میں سے ہے۔ انکی عادت یہ تھی کہ کلامِ رسولؐ کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے کلام کو کلام رسول کیساتھ اس طرح ضم فرماتے کہ انکے کلام کو کلام رسولؐ سے امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ لہٰذا انسؓ کی روایت سے استدلال اور اعتراض درست نہیں ہوسکتا ہے۔(۱۷)

۳۔ انسؓ کی روایت میں جو جمع کی کیفیت مذکور ہے وہ فعل رسولؐ سے ثابت ہے۔ ظہر کی نماز کو عصر کے وقت میں، مغرب کی نماز کو عشاء کے وقت میں لے جا کر جمع کرنے سے مراد عصر کے وقت کے قریب اور عشاء کے وقت کے قریب لے جا کر جمع کرنا ہے۔ نیز جمع حقیقی ماننے کی صورت میں حضرت انسؓ کی روایت کے خلاف عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سامنے آ جاتی ہے جس کی وجوہ ماقبل میں ذکر کر کے ثابت کر دیا تھا کہ ابن عمرؓ کی روایت میں جمع سے جمع صوری مراد ہے۔(۱۸)

اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت بھی حضرت انسؓ کی روایت کے خلاف ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ظہر کو اپنے وقت کے آخر میں اور عصر کو اپنے وقت کے شروع میں لے جا کر دونوں کو اپنے اپنے ہی وقت میں پڑھتے تھے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کو بھی جمع کر کے پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت میں جمع صوری کا مراد ہونا بالکل واضح ہے۔(۱۹) لہٰذا حضرت نسؓ کی روایت کے مقابلہ میں یہ ساری پیش آمدہ وجوہ سے ان کی روایت سے جمع حقیقی کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ واضح اور صحیح جو بات سامنے آئی ہے وہ جمع صوری ہی ہے۔

قائلین جمع صوری کے دلائل امام مالکؒ نے لکھا ہے: "کان رسول اللہ ﷺ اذا عجّل به السیر یجمع بین المغرب و العشاء"(۲۰) (جب رسول اللہ ﷺ کو جلد چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء جمع کر لیا کرتے تھے)

مسافر کو چلنے کی مجبوری کے سوا دو نمازیں اکٹھی پڑھنا جائز نہیں ہے مگر معاذ بن جبلؓ کی روایت (جو آرہی ہے) میں یہ دلیل موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفر تبوک میں چلتے ہوئے نہیں بلکہ اُتر کر نماز پڑھی۔(۲۱)

معاذ بن جبلؓ نے خبر دی کہ وہ تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء جمع کیا کرتے تھے۔ (معاذؓ نے) فرمایا کہ ایک دن آپؐ نے نماز مؤخر کی، پھر آپ نکلے تو آپؐ نے ظہر و عصر اکٹھی پڑھیں، پھر آپؐ اندر چلے گئے پھر آپؐ نکلے تو آپؐ نے مغرب و عشاء اکٹھی پڑھیں، پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر آ جاؤ گے اور تم دن چڑھنے تک وہاں نہیں پہنچو گے، جو شخص وہاں جائے

تو میرے آنے تک اس کے پانی کے کسی حصہ کو ہاتھ نہ لگائے۔الخ''(۲۲)

امام باجیؒ (م ۴۷۴ھ) ابن عباسؓ کے قول دَخَلَ اور خَرَجَ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپؐ مقیم تھے۔چل نہیں رہے تھے۔عام طور پر خیمہ میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔(۲۳) دونوں حدیثوں سے جمع بین الصلوٰتین صوری ہی سمجھ آتا ہے۔ابن عبدالبر نے لکھا ہے: ''وفی ھذا الحدیث اوضح الدلائل و اقوی الحجج فی الرد علی من قال:لا یجمع المسافر بین الصلوتین الااذا جدبه السیر''

(اس حدیث میں اس شخص کے خلاف زیادہ واضح دلیل اور طاقتور حجت ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسافر صرف اس وقت دو نمازیں جمع کرسکتا ہے، جب وہ چلنے کی کوشش میں ہو) جمع بین الصلوٰتین صوری اس عبارت بھی سمجھ آتا ہے۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں: ''ثم ھذا عبداللّٰہ بن مسعودؓ ایضا قد روینا عنه عن رسول اللّٰہ ﷺ کان یجمع بین الصلاتین فی السفر...الخ''(۲۵)

خلاصہ یہ ہے کہ باب کے شروع میں عبداللہ بن مسعودؓ سے سفر میں جمع بین الصلوٰتین کرنے کی روایت گزری ہے۔یہاں ابن مسعودؓ سے بالکل اس کے خلاف دوسری روایت پیش کی جاتی ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو کسی نماز کو اس کے وقت سے ہٹا کر دوسرے وقت میں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے مگر مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کرتے ہوئے دیکھا تھا۔اسی طرح میدانِ عرفات میں اور فجر کی نماز کو ہمیشہ مزدلفہ کے دن اپنے وقت میں ادا فرمایا ہے۔لہٰذا معلوم ہوا کہ دونوں روایات میں تعارض ہے۔پہلی روایت میں جمع صوری کا اثبات ہے۔اس روایت میں جمع حقیقی کی نفی ہے۔جمع حقیقی میدانِ عرفات و مزدلفہ کے علاوہ کہیں بھی جائز نہیں ہوسکتا۔امام طحاویؒ نے نیز لکھا ہے: ''وقد ذکر فیھا ان رسول اللّٰہ ﷺ جمع بین الصلاتین فی الحضر فی غیر خوف کما جمع بینھما فی السفر فیجوز لاحد فی الحضر لافی حال خوف ولا علة ان یؤخر الظھر الی قرب تغیر الشمس ثم یصلی''(۲۶)

(اور تحقیق پہلے ذکر کیا گیا کہ رسول اکرمؐ نے حضر میں بغیر خوف کے جمع بین الصلوٰتین کیا جیسا کہ سفر میں جمع بین الصلوٰتین کیا۔تو جائز ہے کہ حضر میں بغیر عذر شدید کے جمع بین الصلوٰتین کرے اور ظہر کو مؤخر کرے تغیر شمس تک پھر نماز (ظہر) پڑھے)

ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ظہر وعصر کی آٹھ رکعتوں کو جمع فرمایا۔مغرب وعشاء کی سات رکعتوں کو جمع فرمایا۔یہ بغیر خوف وعذر تھا۔سفر وحضر دونوں حالتوں میں جمع بین الصلوٰتین کی روایات ثابت ہیں۔اس سے قبل گزرا ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کو بے وقت نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔لہٰذا جمع سے مراد جمع صوری ہے۔

نیز امام طحاویؒ نے لکھا ہے: "وقد قال رسول اللہ ﷺ فی التفریط... بما کان به مفرطا"[۲۷]

(مفہوم دلیل یہ ہے کہ حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حالت نوم میں اگر نماز فوت ہو جائے: تو تفریط و تعدی نہیں بلکہ تعدی حالت بیداری میں ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ کسی نماز کو مؤخر کر کے دوسرے کے وقت میں لے جا کر پڑھنا)

حدیث بالا سے معلوم ہوا نماز کو اپنے وقت سے ہٹا کر دوسرے کے وقت میں لے جا کر پڑھنا تعدی و ظلم ہے۔ نماز کو نماز کے وقت میں ہی پڑھنا لازم ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر سے واپسی کے وقت ارشاد فرمایا[۲۸] ایک قول یہ ہے کہ آپ غزوہ تبوک سے واپس ہو رہے تھے۔[۲۹]

اس سے معلوم ہوا کہ حالت سفر میں بھی جمع حقیقی جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ (لم تقولون ما لا تفعلون)[۳۰] (کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے ہو) کا مصداق نہیں بن سکتے۔ لہٰذا جہاں جہاں آپؐ کا جمع بین الصلوٰتین کرنا ثابت ہے۔ وہاں جمع حقیقی نہیں بلکہ جمع صوری ہوگا۔

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں: "لا یجمع احد بین الصلاتین فی سفر ولا حضر لا صحیح ولا مریض فی صحو ولا مطر الا ان المسافر ان یؤخر الی آخر وقتها ثم ینزل فیصلیها ثم یمکث قلیلا ویصلی العصر فی اول وقتها وکذلک المریض"[۳۱]

(کوئی شخص سفر و حضر میں دو نمازیں جمع نہ کرے نہ تندرست نہ بیمار، نہ صاف دن میں اور نہ ہی بارش میں مگر مسافر ظہر کو اس کے آخری وقت تک مؤخر کرے پھر (سواری سے) اُتر کر نماز پڑھے پھر کچھ وقت ٹھہرے اور عصر کی نماز اوّل وقت میں پڑھے اور اسی طرح مریض کرے)

امام طحاویؒ نے لکھا ہے: "وهذا ابن عباس قد روی عنه عن رسول اللہ ﷺ"[۳۲]

(عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ یہ ہے کہ کسی نماز کو اس طرح فوت نہیں کر دینا چاہیے کہ جس سے دوسری نماز آ جائے۔ شروع باب میں انھی سے جمع بین الصلوٰتین کی روایت گزری ہے، جب ان کا فتویٰ جمع حقیقی کے مخالف ہے تو ان کی روایت میں جمع سے مراد جمع صوری ہی ہو سکتا ہے)

نیز لکھا ہے: "وقد قال ابو هریرةؓ ایضاً مثل ذالک... حتی یجیئ وقت الاخری"[۳۳]

(ابو ہریرہؓ کا فتویٰ جب ان سے سوال کیا گیا کہ نماز میں کونسی تعدی اور ظلم ہے جس کی وجہ سے نماز کو فوت سمجھا جائے؟ تو جواباً فرمایا نماز کو اس طرح مؤخر کر دیا جائے کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے)

اس پر اشکال طحاوی یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے اوقات صلوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے یوم اوّل میں ایک مثل پر عصر کی نماز ادا فرمائی اور یوم ثانی میں بعینہٖ اسی وقت میں ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

معلوم ہوا کہ یومِ ثانی میں ظہر کی نماز عصر کے وقت میں لے جا کر پڑھی۔ یہی جمع حقیقی ہے۔

اس کا جواب طحاویؒ نے دیا ہے کہ یہاں جمع حقیقی پر کوئی دلیل نہیں اس لیے کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ درحقیقت آپؐ نے یومِ ثانی میں ظہر کی نماز کو اس وقت میں جا کر ادا فرمایا تھا جس وقت پہلے دن عصر ادا فرمائی تھی۔ مبالغۃً یہ کہہ دیا کہ ظہر کی نماز کو ایک مثل پر لے جا کر ادا فرمایا۔(۳۴)

عبداللہ بن یوسف زیلعی نے لکھا ہے:

"حدیث لاصحابنا اسند ابن الجوزی لنافی "التحقیق" بحدیث اخرجه الترمذی عن حنش عن عکرمة عن ابن عباس عن النبی ﷺ من جمع بین صلاتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر انتهی واخرجه الحاکم فی المستدرک" وقال "حنش بن قیس ثقة انتهی! قال فی تنقیح التحقیق: لم یتابع الحاکم علی توثیقه فقد کذبه احمد، وقال البیهقی تفرد به ابوعلی الرجی المعروف بحنش وهو ضعیف، لایحتج بخبره ورواه ابن حبان فی "کتاب الضعفاء" وقال: حنش بن قیس الرجی ابوعلی ولقبه حنش کذبه و ترکه ابن معین ثم روی عن الحاکم بسنده عن ابی العالیة عن عمر قال جمع الصلاتین من غیر عذر من الکبائر، انتهی قال و ابوالعالیة لم یسمع من عمر ثم اسنده عن ابی قتادة العدوی ان عمر کتب الی عامل له: ثلاث من الکبائر الجمع بین الصلاتین الامن عذر والفرار من الزحف والنهبی! قال و ابوقتادة ادرک عمر"(۳۵)

(ہمارے اصحاب کے حق میں حدیث ابن جوزی (م ۵۹۷ ھ) نے "التحقیق" میں ہمارے لیے ایک حدیث باسند ذکر کی ہے، جسے (امام) ترمذی نے "حنش عن عکرمہ عن ابن عباس عن النبی ﷺ" نے تخریج کیا کہ "جس شخص نے بلا عذر دو نمازیں جمع کیں وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کو آیا۔ انتھی، اور (امام) حاکم نے اسے "المستدرک" میں تخریج کیا اور کہا کہ "حنش بن قیس ثقہ ہے" انتھی۔ (ابن عبدالھادی نے) تنقیح التحقیق میں کہا ہے کہ اس (حنش) کو ثقہ کہنے پر حاکم کی متابعت نہیں کی گئی۔ اس (حنش) کو احمد نے جھوٹا کہا ہے اور ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ یہ متروک الحدیث ہے اور اسی طرح نسائی اور دارقطنی نے کہا اور بیہقی نے کہا کہ اس (حدیث) کے ساتھ ابوعلی الرجی المعروف بحنش متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہوتی اور اس (حدیث) کو ابن حبان نے "کتاب الضعفاء" میں روایت کیا اور کہا کہ "حنش بن قیس رجی ابوعلی ہے اور اس کا لقب حنش ہے۔ ابن معین نے اسے جھوٹا کہا اور اسے چھوڑ دیا ہے" پھر حاکم سے اس کی سند کے ساتھ "ابوالعالیہ سے اس نے عمر سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا" بلا عذر دو نمازیں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے" انتھی۔ (ابن حبان) کہا کہ "ابوالعالیہ نے عمرؓ سے نہیں سنا" پھر اسے ابوقتادہ عدوی سے مسند (موصول) روایت کیا کہ عمرؓ نے اپنے ایک عامل

کولکھا"تین چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔(۱) دونمازیں بلا عذر جمع کرنا۔(۲) جنگ سے بھاگنا۔(۳) لوٹ مار کرنا"اس(ابن حبان) نے کہا کہ ابوقتادہ نے عمرکو پایا ہے)

حضرت عمرؓ کا یہ قول ابنِ عباسؓ کی اس مرفوع حدیث کے خلاف ہے(جسے علامہ زیلعیؒ نے صحیح مسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے)

"جمع رسول اللہ ﷺ بین الظھر والعصر و بین المغرب والعشاء بالمدینة من غیرخوف ولا مطرقیل لا بن عباس ما اراد بذلک؟ قال اراد ان لا یحرج امته"(۳۶)

(رسول اللہ ﷺ نے بغیر خوف اور بغیر بارش کے مدینہ میں ظہر،عصر اور مغرب وعشاء جمع کیں۔ابن عباس سے کہا گیا کہ آپؐ نے اس سے کیا ارادہ کیا؟ ابن عباسؓ نے کہا آپؐ نے کہا کہ آپؐ کا ارادہ تھا کہ اپنی اُمت کو تنگی میں نہ ڈالیں)

لہٰذا رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ عمل کے مقابلہ میں قول صحابی مرجوع ہوا اس لیے حضرت عمر کا قول قابل حجت نہیں ہے۔شاہ ولی اللہ اپنا نقطہ نظر یوں واضح کرتے ہیں: "قلت اکثر اھل العلم جواز الجمع فی السفربین الظھر والعصر وبین المغرب والعشاء فی وقت احدھما وقالت الحنفیة لایجوز"(۳۷)

(میں کہتا ہوں کہ اکثر اہل علم سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کسی ایک کے وقت میں جمع کرنا جائز سمجھتے ہیں اور حنفیہ نے کہا کہ یہ جائز نہیں ہے)

شاہ ولی اللہ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوا کہ آپ سفر میں جمع تقدیم اور جمع تاخیر کو جائز سمجھتے ہیں لیکن احناف جمع تقدیم وجمع تاخیر کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ صرف جمع صوری کے قائل ہیں۔

<u>جمع صوری:</u> شاہ ولی اللہ احناف کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں: "ومعنی الحدیث عندھم ان یؤخر احدی الصلاتین الٰی اخر وقتھا ویعجّل الاخری فی اول وقتھا فیحصل الجمع صورة"(۳۸)

(احناف کے ہاں (جمع بین الصلوتین والی) حدیث کا معنی یہ ہے کہ دونمازوں میں سے ایک (پہلی) کو اس کے آخری وقت تک مؤخر کرے اور دوسری کو اس کے پہلے وقت میں جلدی پڑھے تو صورۃ جمع ہو جائے گی)

جمع صوری کے بارے میں الشہب بن عبدالعزیز کہتے ہیں: "لاباس بالجمع عندی بین الصلاتین کما جاء فی الحدیث من غیر خوف ولاسفروان کانت الصلاة فی اول وقتھا افضل وھذا الجمع عندی بین الصلاتی النھار فی آخر وقت الظھرواول وقت العصر، وکذلک صلاة المغرب والعشاء فی آخروقت الاولی منھما واول وقت الآخرة جائزفی الحضروالسفرفاماان یجمع احدبین الصلاتین فی وقت احداھما فلا الا فی السفر"(۳۹)

(جیسا کہ حدیث میں بغیر کسی خوف اور سفر کے آیا ہے اس طرح دونمازیں اکٹھی پڑھنے میں میرے نزدیک

کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر چہ نماز اس کے اول وقت میں پڑھنا افضل ہے اور یہ دن کی دو نمازوں کو جمع کرنا میرے نزدیک ظہر کے آخری وقت میں اور عصر کے اوّل وقت میں ہو سکتا ہے (یعنی جمع صوری) اور اسی طرح مغرب وعشاء کو جمع کرنا۔ ان دونوں میں سے پہلی کے آخری وقت میں اور آخری کے اوّل وقت میں حضر وسفر میں ہونا جائز ہے لیکن ان دونوں نمازوں میں سے کسی ایک کے وقت میں کوئی جمع کرنا چاہیے تو یہ صرف سفر میں ہو سکتا ہے)

امام طحاویؒ نے لکھا ہے: "والدلیل علی ذالک قولہ الوقت فیھا بین... من سائر الصلوات" (۴۰)

(باب مواقیت الصلوٰۃ میں یوم اوّل میں اوّل وقت میں نماز ادا فرمائی اور یوم ثانی میں بالکل آخر وقت میں نماز ادا فرمائی، پھر اس کے بعد فرمایا کہ ان دونوں وقتوں کے مابین نماز کا وقت ہے اس وقت سے قبل یا بعد پڑھنا تعدی وظلم پر مبنی ہوگا)

نیز "وحجۃ اخریٰ ان عبداللہ بن عباس... تصحیح معانی الآثار" (۴۱)

(باب مواقیت الصلوٰۃ میں ابو ہریرہؓ کی روایت گزری ہے کہ جب ان سے سوال کیا گیا تھا کہ نماز میں تعدی و ظلم کیا ہے؟ جواب دیا تھا کہ نماز میں اتنی تاخیر کہ دوسری نماز کا وقت آجائے ابھی ابو قتادہؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ کا فتویٰ بھی آیا کہ نماز میں تعدی وظلم یہی ہے کہ نماز کو وقت سے ہٹا کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا۔ یہ ساری توجیہات احادیث شریفہ کو صحیح قرار دینے کے طریق سے ہیں)

عقلی دلیل "واما وجد ذالک فی طریق النظر...فی ذالک بخلاف حکمھما" (۴۲)

(نمازِ فجر تمام علماء کے نزدیک اپنے وقت سے مقدم ومؤخر نہیں ہو سکتی۔ ایسے ہی بقیہ نمازیں بھی اپنے اپنے وقت کے اندر پڑھنا لازم اور مقدم ومؤخر کرنا اپنے وقت سے جائز نہیں ہے۔ جمع صوری کی شکل جائز ہو سکتی ہے۔ جہاں تک میدانِ عرفات ومزدلفہ میں جمع حقیقی کا تعلق ہے۔ یومِ عرفہ اور یومِ مزدلفہ کے دن وہ خصوصیات ایام میں جمع حقیقی کے حکم میں شامل ہے۔

مذکورہ بالا احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا متواتر عمل ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اعیان اُمت صحابہ وتابعین سے جمع بین الصلوٰتین کا متواتر عمل ذیل میں آرہا ہے۔

مولانا محمد یوسف تحریر کرتے ہیں: "وفی نسختی العینی والحاوی یقدم من ھذہ و یؤخر من ھذہ ای نقدّم العصر فنصلیھا فی اول الوقت ونؤخّر الظھر فنصلیھا فی آخر الوقت فنجمع بینھما فعلا لازما وفیہ لف ونشر غیر مرتب ونجمع وفی نسختی العینی والحاوی یجمع بین المغرب والعشاء وفی نسختی العینی والحاوی یقدم" (۴۳)

(عینی اور حاوی کے نسخوں میں "یقدم من ھذہ و یؤخر من ھذہ" ہے یعنی ہم عصر کی نماز کو مقدم کرتے تھے اور اسے اوّل وقت میں پڑھتے تھے اور ظہر کی نماز کو مؤخر کرتے تھے اسے ظہر کی نماز کے آخری وقت میں پڑھتے تھے۔ ہم

ان (دونوں نمازوں کو) فعلاً جمع کرتے تھے اور اس میں ترتیب لف ونشر غیر مرتب ہے اور ہم جمع کرتے تھے اور عینی و حاوی کے نسخوں میں ہے۔ مغرب وعشاء کے مابین جمع کرتے تھے اور عینی وحاوی کے نسخوں میں ''یقدم'' ہے)(۴۴)

ابن وھب کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ، سعید بن المسیبؒ، قاسمؒ، سالمؒ، عروہ بن زبیرؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، یحییٰ بن یدؒ اور ابوالاسود دونوں نمازیں اکٹھی پڑھا کرتے تھے(۴۵)

امام طحاویؒ لکھتے ہیں: ''وکذلک کان اصحاب رسول اللہ ﷺ من بعدہ یجمعون بینھا''(۴۶)

(رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا عمل پیش کیا ہے۔ تین صحابہ حضرت ابوعثمان فہدیؓ، سعد بن مالکؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔ ان کا عمل بھی سفر حج کے اندر جمع بین الصلوٰتین کا ہے مگر جمع حقیقی نہیں بلکہ اوّل نماز کو مؤخر کر کے اور ثانی کو مقدم کر کے جمع صوری فرمایا کرتے تھے)

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر شفقت کرتے ہوئے بارش میں مغربین جمع کیں یہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور خلفاء کی سنت ہے۔ مریض تو نرمی کا زیادہ حق دار ہے کیونکہ اس پر بلاوجہ خوف طاری رہتا ہے۔(۴۷)

مذکورہ بالا بحث میں جو روایت گزری ہیں۔ ان میں اختلاف کے باوجود جمع بین الصلاتین (صوری) کا عمل سنت متواترہ سے ثابت ہے۔ نہ کہ جمع حقیقی!

والله اعلم بالصواب واليه أنيب.

حوالہ جات

۱۔ i۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی: اوجز المسالک الی موطا امام مالک: ص۲/۵۰: تالیفات اشرفیہ، ملتان: ۱۳۹۲/۱۹۷۲ء۔

ii۔ مولانا خلیل احمد، سہارنپوری: بذل المجھود: ملتان: ۱۳۴۲ھ: ص۲/۲۳۳۔

iii۔ البنوری، مولانا محمد یوسف: معارف السنن (شرح سنن الترمذی) ص۱/۱۶۱: کراچی: ۱۳۸۳ھ۔

iv۔ مولانا محمد یوسف کاندھلوی: امانی الاحبار فی شرح معانی الآثار: سہارنپور (ہند): ۱۳۷۹ھ: ص۲/۳۱۹، ۳۲۰۔

۲۔ نفس المصادر۔ ۳۔ i۔ مولانا خلیل احمد: بذل المجھود: ص۲/۲۳۳۔ ii۔ البنوری: معارف السنن: ص۱/۱۶۱۔

i۔ مولانا محمد زکریاؒ: اوجز المسالک: ص۲/۵۰۔ ii۔ البنوری: معارف السنن: ص۱/۱۶۱۔

iii۔ مولانا محمد یوسف: امانی الاحبار: ص۲/۳۱۹، ۳۲۰۔

i۔ الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد الازدی المصری: شرح معانی الآثار: ص۱/۱۱۰، ۱۱۱: کراچی: ۱۳۹۰ھ/۱۹۷ء۔

ii۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد الاندلسی: الاستذکار (تحقیق الدکتور عبدالمعطی امین قلعجی): دار قتیبہ للطباعہ والنشر دمشق بیروت: ص۶/۳۴۔ ۶۔ الطحاوی: شرح معانی الآثار: ص۱/۱۱۱۔ ۷۔ نفس المصدر: ص۱/۱۱۲۔

۸۔ نفس المصدر۔ ۹۔ نفس المصدر۔ ۱۰۔ نفس المصدر۔ ۱۱۔ نفس المصدر: ص۱/۱۱۳۔

۱۲۔نفس المصدر۔ ۱۳۔نفس المصدر۔

۱۴۔صحیح البخاری میں انسؓ کی روایت بھی اس سے مطابقت رکھتی ہے۔ابواب التقصیر : باب یوخر الظہر الی العصر: حدیث ۱۱۱۲: ص ۱۷۸۔

۱۵۔شرح معانی الآثار للطحاوی: ص ۱/۱۱۳۔ ۱۶۔النساء (۴): ۱۰۳۔ ۱۷۔شرح معانی الآثار: ص ۱/۱۱۳۔

۱۸۔نفس المصدر۔ ۱۹۔نفس المصدر۔

۲۰۔امام مالکؒ، بن انس الاصبحی: الموطا: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ الثانی الحلبی واولادہ بمصر: ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء: ص ۱/۲۰۶، ۲۰۷۔

۲۱۔ابن عبدالبر: الاستذکار: ص ۶/۱۵۔ ۲۲۔امام مالکؒ: الموطا: ص ۱/۲۰۷، ۲۰۶۔

۲۳۔الزرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف: شرح الزرقانی: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مطبعۃ الاستقامۃ بالقاہرہ: ۱۳۷۹ھ، ۱۹۵۹ء: ص ۱/۲۹۲۔ ۲۴۔ابن عبدالبر: التمہید: مکتبۃ تجاریۃ مصطفیٰ احمد الباز، مکۃ مکرمۃ: ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء: ص ۱۲/۱۹۶۔

۲۵۔i۔شرح معانی الآثار للطحاوی: ص ۱/۱۱۳۔ ii۔ابن عبدالبر: الاستذکار: ص ۶/۱۸۔

۲۶۔شرح معانی الآثار: ص ۱/۱۱۳۔ ۲۷۔نفس المصدر: ص ۱/۱۱۳، ۱۱۴۔

۲۸۔مولانا محمد یوسف: امانی الاحبار: ص ۲/۳۳۰: کما ذکر الحافظ ابن کثیر الدمشقی فی تاریخہ۔

۲۹۔نفس المصدر: نیز کمافی المواہب۔ ۳۰۔الصف (۶۱): ۲۔ ۳۱۔ابن عبدالبر: الاستذکار: ص ۶/۱۸۔

۳۲۔شرح معانی الآثار: ص ۱/۱۱۴۔ ۳۳۔نفس المصدر۔ ۳۴۔نفس المصدر۔

۳۵۔الزیلعی، جمال الدین، ابومحمد عبداللہ بن یوسف الحنفی: نصب الرایۃ: ص ۲/۱۹۳، ۱۹۴: دارالنشر الکتب الاسلامیہ، لاہور: ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء۔

۳۶۔نفس المصدر: ص ۲/۱۹۴: امام مسلم: صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا: باب جواز الجمع بین الصلاتین: حدیث ۱۶۳۳: ص ۲۸۷۔

۳۷۔شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم الدھلوی: مسوی (مع مصفی): محمد علی کارخانہ کتب، خان محل کراچی، س۔ن: ص ۱/۱۴۸۔

۳۸۔نفس المصدر۔ ۳۹۔ابن عبدالبر: الاستذکار: ص ۶/۳۲، ۳۴۔ ۴۰۔شرح معانی الآثار: ص ۱/۱۱۴۔

۴۱۔نفس المصدر۔ ۴۲۔نفس المصدر۔ ۴۳۔مولانا محمد یوسف: امانی الاحبار: ص ۲/۳۳۳، ۳۳۴۔

۴۴۔ ''عینی اور حاوی'' کے نسخوں میں ''یقدم من ھذہ و یؤخر من ھذہ'' کا مطلب یہ ہے کہ نماز ظہر کو اس کے آخری وقت تک تاخیر کرتے تھے اور عصر کی نماز کو اوّل وقت میں ادا کرتے تھے۔یعنی دونوں نمازوں کو ظہر کے آخری اور عصر کے اوّل وقت میں ادا کر کے فعلاً جمع کرتے تھے۔اسی طرح نمازِ مغرب اور عشاء میں بھی، مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے تھے اور آخری وقت تک تاخیر کرتے تھے۔ عشاء کی نماز کو مقدم کر۔ تے تھے یعنی بالکل ابتدائی وقت میں ادا کرتے تھے۔اسی طرح نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء بھی فعلاً جمع کرتے تھے۔حالانکہ دونوں نمازوں کو ظہر اور عصر، اسی طرح مغرب اور عشاء کو ان کے حقیقی وقت میں ادا کرتے تھے جو صورتاً جمع ہوتی تھیں، جس کو 'عینی اور حاوی' نے 'نجمع اور یجمع' کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

۴۵۔امام مالک، بن انس: المدونۃ الکبریٰ: ص ۱/۱۱۵: مطبعۃ السعادۃ، مصر: ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء۔

۴۶۔شرح معانی الآثار، ص ۱/۱۱۴۔ ۴۷۔امام مالکؒ: المدونۃ الکبریٰ: ص ۱/۱۱۶۔

☆☆☆